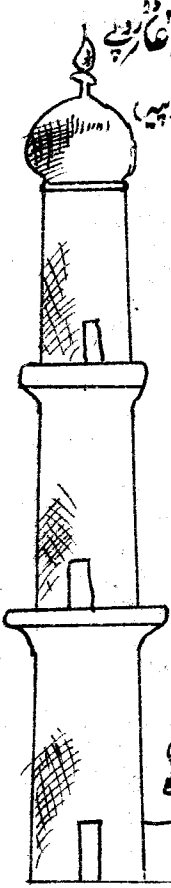


چند سالانہ عمارت
غریب سے ڈیڑھ روپیہ

عبدالعزیز محمد علی



زکوٰۃ اسلام کے ہم ارکان میں سے ہے۔ ہر صاحبِ انصاف مسلمان کا فرض ہے کہ اس اہم فریضہ سے سبکدوش ہو۔ مادہ حبیب شہان و رمضان میں مسلمان اپنے احوال کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس امر کا خیال رکھنا بجا ضروری ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ اسلام کی بہتری و سر بلندی اور قیامِ اسلام کے بقائے صرف ہو۔ دورِ حاضر میں اسلامی سلطنت کے زوال کے بعد بیت المال نہ ہونے کی وجہ سے مدارس عربیہ نہایت ہی کس میرسی کی حالت میں ہیں۔ الحاد و فتنہ کے اس دور میں قرآن و حدیث کی اشاعت کی طرف مسلمانوں کی توجہ کم ہو رہی ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ فاضل دینی تعلیم کا سلسلہ قائم رکھنے کیلئے دارال عربیہ کی مالی امداد کریں۔ علمائے کرام کے قنادی کے مطابق زکوٰۃ و صدقات کا بہترین تصرف طالبانِ علوم دینیہ ہی ہو سکتے ہیں۔ لہذا جلد مسافین دارالاب کرم کی خدمت میں درخواست کر زکوٰۃ دیتے وقت حزبِ انصار کے قائم کردہ مدارس کو فروغ دے فرمائیں۔ ایسے بہت سے حضرات بھی ہیں جو "شخص الاسلام" کے مطاب کو شائق ہیں لیکن وہ غربت کی وجہ سے اس سالانہ چنڈہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر ان حضرات کے نام یا اپنے اُس کے غیر مستطیع مگر تبلیغی جذبہ رکھنے والے مسلمانوں کے نام زکوٰۃ فنڈ سے "شخص الاسلام" ایک ایک سال کے لئے جاری کر دیا جائے۔ تو اس صورت میں زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی۔ یوں دینی تبلیغ بھی حسن طریق پر ہوگی۔ اُمید ہے کہ دارالاب دولت و ثروت مسلمان حضرات اس اہل پر توجہ فدا کر عند الشدائد و عندنا مشکوٰۃ ہو گئے۔ تمام رقوم ناظم مرکزی مجلس حزبِ انصار بھرہ پنجاب

اسلامی تجارت کا مژبہ

(ادعائنا للاطباء پروفیسر حکیم تاج الدین محمد صاحب تاج صدر ادارہ عالیہ مجددیہ لاہور)

یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور شبہ دین کا تھا اک اعلیٰ شعار
اور نو صحت تجارت میں ہے فضل کردگار

ہم سمجھتے ہیں تجارت کو جو اپنی کسر شاں
دوسرے پیشوں میں اک حصہ ہے رزق کا ثبات

مسلم نادار اب روتا ہے بن کر سوگوار!
شیر مادر جان کر سب پی گئے سرمایہ دار
مسلم ناداں مگر ہوتا نہیں ہے ہوشیار!
چھوڑ کر بھائی کو وہ غیروں پہ ہوتے ہیں شمار
بے حجابانہ کریں غیروں سے سوئے پردہ دار
دوب مرے کی ہے جا ہوتے نہیں یہ شرمسار
اس پہ پھر مٹھنا کیا ہم نے ہی ان کا کاروبار
ہے مسلمانوں پہ اس کی زندگی کا انحصار!

ہو گیا ہر اک تجارت پر ہے قبضہ غیر کا!
محنتی مزدور کے گارھے پینہ کا پھوڑ!
جونک بن کر بھوس لیتے ہیں مسلمانوں کا نول
کیوں نہیں آتی مسلمانوں کو غیرت ہائے
بھیجتے ہیں اپنی مستورات کو بازار میں
ان کی عزت ان کی عفت کا نہیں پاس کچھ
کچھ تو پہلے ہی نہیں شوق تجارت قوم میں
کیوں نہیں دیتے مسلمان کی تجارت کو فروغ

تاج کا سینہ کبھی تم چسپہ کر دیکھو ذرا!
کثرت داغ غم غیرت سے ہے وہ لالہ زار

مَوْتُ الْعَالَمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

بولی رنج اور افسوس کے ساتھ ناظرین کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ پنجاب کے نہایت مقتدر اور بلند پایہ عالم مولانا
عبدالعزیز صاحب صدر مدرس مدرسہ اذکار العلوم و خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ اپنے وطن مملکت (سہال ضلع راہ لیٹنڈی)
میں یکم رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو انتقال فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ چند سال ہوئے مولانا پر فالج گرا تھا۔ گفتگو
فرماتے تھے مگر تکلف۔ منہ والے سمجھ نہ سکتے تھے۔ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ لیکن علمی شغف کا جذبہ اس قدر
تھا کہ اس تکلیف میں بھی کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ نیراس الساری علی اطراف البخاری وغیرہ علمی تصانیف آپ کی یادگارا
ہیں۔ تقریری اور تحریری طور پر اسلام اور مذہب حنفی کی خدمت خوب انجام دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو پُر نور بنائے
اور آپ کو درجات بلند عطا فرمائے۔ (ذکر)

سُخ پُسل کا نشان
ان حضرات کے پرچہ پر لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی ميعاد ۱۶ ستمبر یا یکم اکتوبر یا ۱۷ اکتوبر کو ختم ہو چکی
ہے۔ تمام حضرات چندہ جلد ارسال فرمائیں۔ یا خریداری سے انکار کی اطلاع بھیجیں۔ (مختصر شمس الاسلام)

منقولات

مسلمان کا روزہ

(اگر مولانا عبدالمجید جتاپی آئے، دسریا بادی)

آپ انگریزی تعلیم یافتہ ہیں تو یقیناً (SUMMER -

SCHOOL) کی اصطلاح سے واقف ہوں گے۔ برطانیہ

میں اور اس سے بھی بڑھ کر امریکہ میں ہر سال جا بجا کھلتے پتے

رہتے ہیں۔ پڑ بننے والے ان میں اور سیکھنے والے ان میں وہ

ہوتے ہیں جن کا کام خود دوسروں کو پڑھانا اور سکھانا ہوتا

ہے، آتے ہیں اور یاں اسکولوں کے ذریعہ سے نئے نئے لکچر

نئے نئے مشاہدوں، نئے نئے تجربوں سے مزید تقویت، تازگی

زندگی حاصل کرتے ہیں۔ کسی اسکول کی مدت ۵-۶ ہفتے کی

رہتی ہے۔ کسی کی ۱۰-۱۱ ہفتے کی ہے۔

— ہندوستان میں بھی REFRESHER COURSES

ایسی نمونہ پر چل رہے ہیں۔ گویا ماضی ٹریننگ کالج "تازہ دم"

کردینے کے بہترین ذرائع، نئی روح پھونک دینے کے زبرد

آلات، تھکے ماندے قلعے کے لئے بہترین دارالحجین۔

اسلام کے سپاہیوں کے لئے سالانہ ٹریننگ اور پریڈ

کا سالانہ سمر سکولوں کے کھلنے کا، ریفرنش کورسوں کے

شروع ہونے کا موسم آگیا۔ مدت اس کی چار ہفتے سے بس

ایک ہی دو دن زائد ہوتی ہے۔ چاند دیکھ کر شروع ہوتی ہے

چاند دیکھ کر ختم ہوتی ہے۔ شسی حساب والوں کی طرح ضرورت

نہ جنسوں کی، نہ ریاضیات و ہیئت کے حسابیوں کی مسلمان

جہاں کہیں بھی ہوں گے گرم ملک میں ہوں یا سرد ملک میں،

ایک دم سے کھانا پینا چھوڑ، روزہ دار بن جائیں گے جعبین

میں ہوں یا جاپان میں، برہما میں ہوں یا ہندوستان میں،

مصر میں ہوں یا افغانستان میں، طرابلس میں ہوں یا ایران

میں، امریکہ میں ہوں یا انگلستان میں، آسٹریلیا میں ہوں یا

ترکستان میں، شمال میں ہوں یا جنوب میں، مشرق میں ہوں یا

مغرب میں، کوئی جغرافیائی تفریق ان کی وحدت امت کی راہ میں

حائل نہیں ہو سکتی۔ کوئی سیاسی تقسیم ان کے اجتماعِ کلہ پر ضرب

لگانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ سب کے سب کہیں بھی ہوں،

اور موسم کوئی سا بھی ہو، اس غیبی نکل کے بجتے ہی ٹیمپ کی

زندگی بسر کرنی شروع کر دیں گے۔ صبح سے شام تک لگیں گے،

پڑھیں گے، چلیں گے، دڑیں گے، محنت کریں گے، ہزدوی

کریں گے، حکومت کریں گے، افسری کریں گے، جسم پسینے

سے شرابود ہوں گے، دماغ مشقت سے چور چور ہوں گے،

تھکیں گے، چڑھیں گے، اگریں گے، دین کے دشمنوں سے

لڑیں گے، کنٹیں گے، اور یہ سب کچھ اس حال میں ہوگا کہ حلق

تک نہ کھانے کا ایک ذرہ پہنچے گا اور نہ پانی کا ایک قطرہ!

اس لئے کہ یہی ان کے مولیٰ کا حکم ہے۔ اس لئے کہ یہی ان

کی شریعت کا بتایا ہوا ڈسپلن ہے!

بہترین تمہیت یافتہ و منظم فوج وہ ہے، جس کا ایک

ایک سپاہی۔ جنرل کے ایک اشارہ ہی پر مسلح ہو جائے اور

جنرل کے ایک اشارہ پر ہتھیار کھول دے۔ اسلامی فوج

کا ایک ایک سپاہی آج جہاں کہیں بھی ہوگا، ایک دم سے

کھانا پینا سب چھوڑ دے گا۔ چائے والا مٹا جانے کی پیالی

منہ سے ہٹا لے گا۔ پان والا پان تھوک دیگا۔ سگریٹ والا سگریٹ

پھینک دے گا۔ حقہ والا حقہ پھوڑ دے گا۔ اور پھر دس گھنٹے،

بارہ گھنٹے کے بعد جب دوسرا سگنل ہوگا، مٹا یہ ساری لذتیں

جائزہ، یہ ساری مزیداریاں حلال ہو جائیں گی۔ دنیا حیرت کرتی

رہے گی۔ برلن اور روم، لندن اور ٹوکیو، ماسکو اور نیوا رک کی

آنکھیں حیرت اور رشک سے کھلی کی کھلی رہیں گی۔ اور مسلمان،

بیسویں صدی کا گلیا گذرا مسلمان بھی اس بے مثل و بے مثال،

بے نظیر و لا جواب، تضابط کی، ضبط نفس کی، عجیب و غریب

"ریفرنش کورس" کی مثال، ایک دن دو دن نہیں، اہمیت کے

تیسوں دن۔ ہر روز برابر پیش کرتا رہے گا۔ گیارہ مہینہ کی مالک

مسلمانوں میں فقہ کا لم

(از مولانا عبد الماجد حنبلی، آٹے دھریا بادی)

کہتے ہیں کہ ہٹلر جس ملک پر چڑھائی کا ارادہ کرتا ہے، پہلے ہی سے اپنے آدمی وہاں چھوڑ دھکتا ہے۔ دیکھنے میں کوئی تاجر کوئی سپاہی، کوئی سیاسی، کوئی ڈاکٹر، کوئی مشنری، ظاہر سب کے الگ الگ، باطن سب کے ایک، دیکھنے میں کوئی کچھ کوئی کچھ، لیکن درحقیقت سب ہٹلر ہی کا دم بھرنے والے، خیرامی کی منانے والے، اسی کے جاسوس اور گوندے، اُسی کے ایجنٹ اور کارندے۔ اور یہ بات نہیں کہ سب اُسی کے ہم قوم، ہم وطن یا ہم نسل ہوں۔ دوسرے دوسرے ملکوں کے منافق اور غدار۔ اپنی قوم سے عہد وفا توڑے ہوئے، ہٹلر سے رشتہ جوڑے ہوئے۔ اُدھر ہٹلر کی فوج "ظفر فوج" پہنچی کہ اُدھر یہ دوسری فوج بھی اپنی اپنی کمین گاہوں سے نکل پڑی اپنے اپنے بندوق، پل پڑی۔ باہر والوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ساری عمر بقیہ دم بھر میں چکا دیا۔ گھر والے گھبرا گئے، حیران و ششدر رہ گئے، سر کپڑ کر بیٹھ گئے کہ "ارے ایہ اپنے ہی ہاتھ پیر جواب دے گئے" یہ اپنے ہی غیروں سے مل گئے! وقت پروتا دے گئے! —

انگریزوں نے اس بغلی گھولنے کا نام اپنی جنگی اصطلاح میں "فقہہ کالم" یا "پانچواں دستہ" رکھا ہے۔ اور اس نام سے ہر اخبار میں خوب واقف ہو چکا ہے —

چھوڑیے اس جگہ بتی "کو" آپ بتی "کے" ہوئے آپ کو ان

(بقیہ از صفحہ ۳۰)

آلائشوں اور کشمکشوں سے جو کچھ بھی رنگ اس کے دل اور روح پر جما ہوگا، اس سب سے پاک و صاف ہو کر، نکھر کر اور سنور کر آج کے تیسویں دن عید منائے گا۔ شکر کا دگانہ ادا کر لگا اور جوشِ مرتے سے بخود ہو کر بار بار زعفرانے اللہ کیلئے لگا لگا

(صدق)

"پر لئے قضیوں" میں پٹنے کی ضرورت کیا؟ ح

چوں کوئے دوست ہست بھرا چہ حاجت ست؟

آج یہ تحریک کون پھیلا رہا ہے کہ اردو کے "آن سائیفنگ" رسم الخط کے بجائے لاطینی حروف رائج ہو جائیں۔ تاکہ افرنگیت کی فوجوں کے لئے راستہ پوری طرح صاف ہو جائے۔ اس تجویز کے کون درپے ہے کہ مسلمانوں میں بینک بازی، بینک سازی کا کاڈیا پھیل جائے اور مسلمان جلد سے جلد سود کھائے اور سود کھلانے کی لعنت میں مبتلا ہو کر رہیں؟ "جو از سود" پر رسالے اور فلیٹ کون شائع کر رہا ہے؟ مردوں، عورتوں کا اختلاط اور عورتوں میں بے پردگی، بے حجابی اور بے حیائی کی تلقین کس کے زبان و قلم کا محبوب اور دلچسپ ترین مشغلہ ہے؟ کس کی سرگرم کوششیں ہیں کہ اسلامی قانون دیوانی و فوجداری کی بجائے امت پر مشترکوں اور ملحدوں کے بنائے ہوئے ضوابط و تعویضات مسلط کر دیے جائیں؟ کون اس فکر میں گھلا جا رہا ہے کہ مسلمان اپنے تمدنی، تہذیبی، اخلاقی خصوصیات و شناخت کو چھوڑ کر جلد سے جلد صورتِ دسیرہ نامسلمانوں میں ضم اور ان میں گم ہو کر رہ جائیں؟

یہ ساری کارروائیاں اپنے آپ کو مسلمان ہی کہلانے والوں کے ہاتھوں ہو رہی ہیں یا نہیں؟ ان ساری تحریکوں کو چلانے والے اور پھیلانے والے، انہیں مسلمانوں پر بہ زور (داد و جھول سے) یا بہ زور (داد و معروف سے) نازل کرنے والے مسلمانوں ہی کے نام رکھتے ہیں یا نہیں؟ — اپنی آستین میں سانپ آپ نے کچھ کم پال رکھے ہیں؟ "تجدد"، "روشن خیالی"، "آزاد خیالی" کے اپنے اندران فرادایوں کے بعد آپ کو ضرورت کیا ہے کہ "پانچویں کالم" کی مثالوں کے لئے آپ فرانس اور پولینڈ اور برطانیہ اور ہالینڈ اور ڈنمارک کی خاک چھانتے پھر میں؟

گوہر چودست داد بدریا چہ حاجت است؟

(صدق)

تاریخ و علما

تاریخ خواجه

(۶)

(مولانا امین افغانی کے قلم سے)

خواجه اور عبدالعزیز | جب عراق پر عبدالملک کا قبضہ ہو چکا۔ تو اس نے خالد بن عبداللہ

بن خالد بن اسید کو بصرہ کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ خالد نے مہلب کو تو احواد کا خراج وصول کرنے کے لئے بھیج دیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کو خوارج کے مقابلہ پر مامور کیا۔ وہ رات کو بے پروائی کے ساتھ ایک جگہ سے گذر رہا تھا کہ خوارج کے ٹوسو آدمیوں نے اس پر چھا پ مارا۔ عبدالعزیز شکست کھا کر بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حفصہ بنت منذر بن جادود گرفتار ہو گئی۔ خوارج ان سب کو کافر سمجھتے تھے۔ اس لئے اس عورت کو باندی سمجھ کر فروخت کرنا شروع کیا۔ جب اس کی قیمت ایک لاکھ تک پہنچی۔ تو اس کی قوم کے ایک آدمی ابو احمد العبدی نے غیرت کھا کر تلوار اٹھائی اور اسے قتل کر ڈالا۔

خود غرضی کی مکافات | مہلب کو معلوم ہوا تو اس نے خالد کو خبر دی کہ تمہارا بھائی

شکست کھا کر بھاگ چکا ہے۔ اور خوارج کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس نے سارا ماجرا عبدالملک کو لکھا۔ عبدالملک نے اس کو جواب دیا۔ جرت ہوتی ہے کہ تم نے کیونکر اپنے نا تجربہ کار بھائی کو ایسی زبردست مہم پر مامور کیا۔ اور شہر شہسوار مہلب کو خراج وصول کرنے پر لگا دیا۔ تم فوراً مہلب کی ماتحتی میں خوارج کے مقابلہ پر روانہ ہو جاؤ۔

نیز عبدالملک نے کوڈ کے امیر بشر بن مروان کو لکھا کہ وہ بھی ان دونوں کی امداد کے لئے فوج بھیج دے۔ چنانچہ اس نے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کی سرکردگی میں چند ہزار آدمی روانہ کئے۔ **خندق** | ابوا نہیں چکا اس لشکر کا خوارج سے مقابلہ ہوا۔ مہلب

نے عبدالرحمن سے کہا کہ اپنے ساتھیوں کے گرد خندق کھدواؤ گاؤں کو محفوظ کر دو۔ عبدالرحمن نے کہا۔ بخدا ایسا ان کو گوہر فتر کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ پھر خندق کھدوانے کی کیا ضرورت ہے مہلب نے کہا۔ انکی تعداد پردھوکا دکھانا۔ یہ عرب کے خونخوار درندے ہیں۔ بالآخر مجبور ہو کر عبدالرحمن کو خندق کھودنی پڑی۔

بڑائی شروع ہوئی تو تھوڑی دیر میں خوارج کے قدم اکھڑ گئے۔ خالد نے داؤد بن خذم کو ان کے استیصال کے لئے روانہ کیا اور عبدالملک کو تمام واقعہ کی اطلاع دے دی۔ اس نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو لکھا کہ چار ہزار جنگ آزما بہادروں کو فوراً داؤد کی امداد کے لئے روانہ کر دو۔ اس نے قتیبہ بن وقار کو چار ہزار کوفیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ جو فادس پہنچ کر داؤد کے لشکر سے جا ملے۔ پھر انہوں نے خوارج کی تلاش شروع کی اور اتنی تگ و دو کی۔ کہ اکثر سپاہیوں کے گھوڑے لڈھال ہو کر بیکار ہو گئے اور ان کو پیدل چل کر ہوازا آنا پڑا۔ یہ واقعہ شامہ کا ہے۔

ابو ذکریک خارجی | اسی شامہ میں ابو ذکریک خارجی نے بغاوت کی اور بحرین پر قبضہ جمایا۔ خالد

بن عبداللہ نے اپنے بھائی امیہ کو ایک لشکر حجاز کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ لیکن ابو ذکریک نے اس کو شکست دی اور امیہ وہاں سے بھاگ کر صرف تین دن میں کوڈ پہنچا۔

سہ | پھر عبدالملک نے عمر بن عبید اللہ بن عمر کو ابو ذکریک کے مقابلہ پر بھیجا۔ چنانچہ وہ کوڈ اور بصرہ کے درمیان چیمہ نوجواؤں کو لیکر بحرین پہنچا اور خوارج کا مقابلہ کیا۔ ابو ذکریک اور اس کے تقریباً چھ ہزار ساتھی تہ تیغ ہو گئے اور آٹھ سو گرفتار ہو کر بصرہ لائے گئے۔

سہ | بشر بن مروان | سہ میں عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو لکھا کہ مہلب کو بصرہ کے منتخب بہادروں کے

ساتھ خوارج کے مقابلہ پر بھیج دو۔ وہ جس طرح مناسب سمجھے ان جنگ کرے۔ کیونکہ مجھے اس کی ذات پر پورا بھروسہ ہے۔ نیز کوڈ

پھر حجاج نے شہر کے چودھریوں کو بلا کر حکم دیا کہ فوراً لوگوں کو مہلب کے پاس بھیج دو اور ہر سپاہی کو بتا دو کہ دہارا پہنچ کر مہلب اپنے پہونچنے کی رسید لکھوا کر میرے پاس بھیج دے۔ جب لوگ مہلب کے پاس دھڑا دھڑ پہنچے تھے تو اس نے کہا "عراقیوں کو آج ایک جوان مرد نے سیدھا کیا"

جب تین دن گزر گئے۔ تو عمر بن خطابؓ نے برہمہ جحان کے پاس لائے گئے۔ حجاج نے پوچھا "تم کیوں نہیں گئے؟" کہا "صاحب! میں بڑھا آدمی ہوں" اس نے اپنے بدلے اپنے بیٹے کو بھیج چکا ہوں۔ حجاج نے اسے معاف کر دیا۔ جب وہ جانے لگا تو کسی نے کہا "صاحب! یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت عثمانؓ کی لاش کی بے حرمتی کی تھی اور ان کے سینے پر ان کی دو پسلیاں تڑوا لی تھیں۔ اور اس پر فخریہ اشعار کہے تھے۔ حجاج نے اسے واپس بلایا اور کہا "بڑے میاں! اگر آج تم نے اپنے بدلے کسی اور کو بھیجا ہے تو حضرت عثمانؓ والے دن بھی اپنے کسی نائب کو بھیجا ہوتا پھر جلداد کو حکم دیا۔ جس نے اسی وقت اس کی گردن اڑا دی۔

اس واقعہ کا تاثر ہوا کہ جن سپاہیوں کا سامان سفر و شہ نہیں ہو سکا۔ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو کھلا بھیجا کہ تم کہیں چلے گئے ہیں۔ اور تم ہمارا سامان درست کر کے وہاں بھیج دو۔ سپاہیوں کی اس دلدردھوپ کو دیکھ کر کسی شاعر نے چٹکی لی ہے یہ

تَحْتَ تَرَوْهُمَا أَنْ تَرَوْهُمَا ابْنُ صَنَابِثِ
عُمَيْرًا وَامْرَأَتَانِ تَرَوْهُمَا ابْنُ الْمَهْلَبِ

ترجمہ "دو میں سے ایک شخص کو پسند کرو۔ یا قتل ہے کہ ابن صناعہ سے جا لو۔ یا میدان جنگ میں مہلب سے جا لو"

فَأَخْضَعُ وَلَوْ كَانَتْ خَوَاسِنُ دُونَهَا
زَاَهَا مَكَاتِ الشُّوْقِ أَوْ حَيَّيْ أَقْرَبَا

ترجمہ "لوگوں کی جلدی کا یہ حال ہے کہ خراسان سے آگے جانا ان کو بازو تک جانا بلکہ اس سے بھی کم معلوم ہوتا ہے"

دہاں سے چل کر حجاج بصرہ میں آیا اور دہاں بھی اسی قسم کا تشدد شروع کیا

حجاج بصرہ میں

کی ایک فوج بھی اس کے ساتھ ہوئی چاہتیے تاکہ یہ لوگ برابر خراج کا تقاب کریں۔ یہاں تک کہ ان کا پورا پورا استیصال ہو جائے۔ بشر کے تعلقات مہلب سے اچھے نہیں تھے۔ لیکن خلیفہ کے حکم کی تعمیل سے بھی چارہ نہیں تھا۔ اس نے مہلب کو سپہ سالار مقرر تو کر دیا۔ لیکن کوفہ سے جو فوج روانہ کی گئی۔ اس کا سردار عبدالرحمن بن مخنف مقرر ہوا۔ بشر نے اس کو سمجھایا کہ تم مہلب کی اطاعت نہ کرنا۔ نہ اس کے مشوروں پر چلنا۔ عبدالرحمن نے ہاں تو کر دی۔ لیکن دل میں اس کی حالت پر افسوس کیا اور وہاں سے رخصت ہو کر ماہر میں مہلب کی فوج سے جا ملا۔

ابھی دس دن ہی گزرے تھے کہ بشر کی وفات کی خبر آئی۔ یہ سنتے ہی بصرہ اور کوفہ میں بہت سے آدمیوں نے کیمپ چھوڑ دیا۔ اور اپنے اپنے گھروں کو چل دیے۔ بشر کے نائبوں نے ان کو ہر چند واپس بھیجے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ اور باطنیان اپنے اپنے شہروں میں رہنے لگے۔

بشر کی موت کو اہل عراق نے اپنے لئے آزادی کا پروانہ سمجھا تھا۔ انکو کیا معلوم تھا کہ قدرت ایک ایسا کھیل کھیل رہی ہے کہ ایک ایک کے سوتو دینے پڑیں گے۔ علیحدگی نے شہ میں حجاج بن یوسف ثقفی کو عراق کا دائرے مقرر رکھے بھیجا۔ وہ پہلے کوفہ آیا اور وہاں کی جامع مسجد میں ایک زبردست دل ہلا دینے والی تقریر کی جس کے ضمن میں حجاج نے کہا۔

"اگر مجسموں کو سمائیاں دی جائے لگیں تو خراج وصول نہیں ہوگا۔ نہ ہم کسی دشمن سے لڑنے کے قابل

رہیں گے نہ ہمارا دین غالب رہے گا۔ اور تمام سرحدی علاقے غیر محفوظ ہو جائیں گے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مہلب کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں چلے آئے ہو۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تین دن کے بعد جس سپاہی کو یہاں پاؤں گا۔ اس کی گردن

اڑا دوں گا۔

فضائل سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معاندین کے اعمتِ راضات کا جوا

(علامہ ابن حجر مہتمی کے قتل سے)

(۱۳)

(صاحبزادہ مولانا حکیم پیرو عبدالحق صاحب فاضل فاضل)

عبداللہ بن مبارک کون ہیں

(سب سے اول عبداللہ بن مبارک کی جلیل القدر سستی کو معلوم کرو، پھر ان کا ارشاد سنو) عبداللہ بن مبارک کی جلالتِ مرتبہ اور آپ کی امانت و دیانت اور بزرگی پر سب اتفاق ہیں آپ میں مندرجہ ذیل علوم تھے۔ فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، فضا، شجاعت، گھوڑے کی سواری، سخاوت اور گرم یہاں تک وسیع تھا کہ قرآن شریف پڑھتے والوں پر ہر سال ایک لاکھ روپیہ خرچ کرتے تھے۔ زہد، ورع، انصاف، قیام نپیل سے موصوف ہونے کے علاوہ آپ نے بہت سے حج کئے تھے اور صاحبِ غزوات تھے۔ اور اللہ کے لئے تجارت کیا کرتے تھے تاکہ وہ مال جو تجارت سے حاصل ہو، اس کو اپنے اہل علم اصحاب پر خرچ کریں۔ اسی واسطے وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر یہ پانچ آدمی نہ ہوتے۔ تو میں تجارت نہ کرتا۔ (۱) سفیان ثوری (۲) سیان بن عیینہ (۳) فضیل بن عیاض (۴) ابن الساک (۵) ابن علیہ مرقوق۔ کہیں کہ آپ ان پانچوں اصحاب کے کل اخراجات اپنے پاس سے دینے پر جماعتی طاقت کے لئے ضروری ہیں۔ تاکہ عباداتِ بندہ جن کی ان کو خود طاقت نہ ہو اس کے ثواب کو بھی حاصل کر سکیں اور یہ پانچوں اہل علم سب علماءِ عالمین کی عزت ہیں اور ائمہ و اشرافِ دین کی روح ہیں (اس تہذیب کے بعد عبداللہ بن مبارک کا خٹوٹے سٹے!) عبداللہ بن مبارک سے سوال کیا گیا کہ معاویہ افضل میں یا

ایک شخص نے اگر کہا کہ جناب میں آنکھ سے منور ہوں اور مجھے فتن کی بھی شکایت ہے۔ اس لئے آپ مجھے معاف کر دیں۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ اس بارہ میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

لَعْنَةُ مَرْجَبِ الْحَبَّاجِ بِالْمُضَرِّ مَرْجَبَةً
تَقَرَّرَتْ مِنْهَا بَنُونَ كُفْلٍ سَوِيْفٍ

(ترجمہ) "حجاج نے ایک مذب ایسی لگائی کہ جس نے ہر چہرہ کو سرا سیر کر دیا۔"

جب سارے آدمی کھپ ہی پہنچ گئے تو حجاج نے مہلب کو حکم دیا کہ خوارج سے لڑنا شروع کر دو۔ چنانچہ معمولی سی لڑائی کے بعد خوارج دال سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور کا زردون جا کر دم لیا۔ دال پہنچ کر مہلب نے اپنے ساتھیوں کے گرد خندق کھدائی اور کوفیوں کے سردار عبدالرحمن بن مخنف کو بھی خندق کھودنے کو کہا۔ لیکن اس نے کہا۔ ہماری تلواریں بجا رہے ہیں خندق سے زیادہ ہیں۔ اتفاق سے اسی رات کو خوارج نے شیخون ابراہیم عبدالرحمن کے ساتھی سرا سیم کی حالت میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور وہ خود نہایت بہادری سے لڑ کر شہید ہو گیا۔

مہلب نے اس جاں فرسا واقعہ کی اطلاع حجاج کو لکھ بھیجی۔ تو اس نے عتاب بن دقار کو عبدالرحمن کی جگہ کوفیوں کا امیر بنائے بھیجا۔ اور اس کو تاکید کی کہ مہلب کے احکام کی پوری پوری اطاعت کر دو۔ لیکن عتاب نے بالکل اس کے برعکس مہلب کے احکام کی خلاف ورزی شروع کی اور جب باہمی نفرت حد سے بڑھ گئی۔ تو اس نے ایک خط لکھ کر مہلب کی شکایت کی۔ حجاج نے اسے واپس بلوایا۔ اور اس کی فوج بھی مہلب کی کمان میں دے دی مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو اس فوج کا جنرل مقرر کیا۔ (باقی آئندہ)

اس کتاب میں رمضان المبارک کے ہر پہلو پر آئینہ رمضان نہایت عمدگی سے بحث کی گئی ہے اور وہ تمام مسائل بیان کئے گئے ہیں جنکی عام طور سے ایک نادرہ اور کوثر صفت ایک آنکھ کا

شبہات کا گمان ہو سکتا ہے۔ جو کہ معاذینِ مطہرین نے ان کی شان میں کیے ہیں اور ان کو معاذ اللہ داغ لگانے کی سعی کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جامع مانع دعا جو جملہ مقاصد دینی اور دنیوی پر مشتمل ہے۔ اور ہر ایک نقص کو جو بے دین لوگوں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے اس سے ان کو صاف کر نیوالی ہے۔ کبھی کسی ایسے شخص کے لئے نہ فرماتے، جو کہ اس دعا کا اہل نہ ہوتا۔

اگر کوئی کہے کہ "ہا دیا حدیث اللہم اجعلہ ہادیا" مہدیا "تو مترادف مہدیا" پر اعتراض۔ یعنی میں یا مستلزم ہیں۔

دایک دوسرے کے بغیر پائے نہیں جاتے، تو ایسے الفاظ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں جمع فرما دیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ نہ تو ان دونوں لفظوں میں مترادف ہے نہ تلازم۔ کیونکہ انسان کبھی خود تو ہدایت پر ہوتا ہے۔ مگر دوسرے کو ہدایت پر نہیں لا سکتا جیسا کہ بہت سے عارف لوگ جنہوں نے سیاحت اور خلوت کو اختیار فرمایا ہے (وہ خود تو ہدایت پر ہیں مگر دوسروں کو ان سے نفع نہیں ہوتا) اور کبھی انسان دوسروں کو ہدایت دیتا ہے۔ مگر خود ہدایت پر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ بہت واعظ و قاصد کہانی بیان کرنے والے کو لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں اور اپنا مٹا خدا تعالیٰ سے خراب کر رکھا ہے۔ چنانچہ میں نے ایسے لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کرے گی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہو رہے ہیں اور یہ (مضمون کہ کبھی آدمی خود ہدایت پر نہیں ہوتا ہے) حدیث میں بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کبھی ایسے شخص سے کرتا ہے جو کہ خود فاسق (فاجر) ہوتا ہے پس (چونکہ یہ ہادی اور مہدی دونوں آپس میں مستلزم نہیں ہیں اس لئے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دونوں قسم کے جلیل القدر مہتمموں کی دعا مانگی۔ تاکہ ان کو خود بھی ہدایت ہو اور دوسروں کو بھی ہدایت دینے والے ہو اور اطلاق (داخل) ہو۔

عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا مجھے خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایسی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا ہے وہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے ہزار مرتبہ افضل ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سمع اللہ من" فرمایا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے "ربنا لک الحمد" کہا پس اس سے زیادہ۔ کونسا بڑا شرف ہو سکتا ہے اور جب عید اللہ بن مہالک جیسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ ان کے گھوڑے کے ناک کی مٹی عمر بن عبدالعزیزؒ سے ہزار مرتبہ افضل ہے تو ان کی ذات سے پھر کبھی کو کیا نسبت؟ اس پر بھی کسی معاند کو کیا شبہ رہ سکتا ہے۔ اور کونسا اعتراض ہے جس سے کوئی عینی یا منکر تمسک کر سکتا ہے۔

(اس کے بعد علامہ ابن حجرؒ نے حضرت امام عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے عملی کمالات پر بحث فرمائی ہے۔ اختصار کی غرض سے اس حصہ کو چھوڑ کر اصل مقصد سے متعلق عبارت کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے)

اصل مقصد کی طرف رجوع (ومنها) حضرت معاویہ کے بڑے فضائل ہیں

سے ایک وجہ حدیث ہے جس کو تردید نے نقل کیا ہے۔ اور اس حدیث کو حن کہا ہے۔ اور حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ "لے اللہ اس کو ہادی اور مہدی بنادے" اس دعا کے الفاظ پر غور کرو اور سمجھو کہ صاف مصدق صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ دعا ہے اور آپ کی دعا آپ کی اُمت کے حق میں بالخصوص آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں مقبول ہوتی ہے۔ اور رد نہیں ہوتی اور یہ دعا اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول فرمائی پس ان کو لوگوں کا ہادی بنادیا اور مہدی باس معنی کہ وہ خود ہدایت والے تھے۔ اور جس شخص کو یہ دونوں سببے حاصل ہوں۔ اس میں کس طرح ان

و اعمال دکالہ کی بلندیوں پر دوسروں کو پہنچا سکیں۔

(منہا) ان فضائل حضرت معاویہ رضی عنہ میں ایک روایت ایسی ہے جس کے روایت کرنے والوں میں اختلاف کی علت بالکل نہیں ہے کہ حضرت عوف بن مالک دو پہر کے وقت بارگاہ کی مسجد میں سہٹ ہوئے تھے۔ اچانک جاگ اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شیر ان کی طرف چلا ہوا آرہا تھا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار اٹھائے شرع کئے۔ شیر نے ان کو کہا ٹھہر جاؤ۔ میں نہیں ایک پیغام دینے آیا ہوں۔ عوف بن مالک نے کہا۔ تم کو کس نے بھیجا ہے؟ شیر نے کہا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تمہارے پاس، تاکہ یہ بات تم کو بتاؤں کہ معاویہ رضی عنہ اہل جنت میں سے ہیں۔ اس پر عوف بن مالک نے کہا کون معاویہؓ کا کہا ابوہریرہؓ کا بیشک!

اور شیر کا عوف بن مالک سے کلام کرنا عید نہ تصور کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ ان کی کرامت تھی کہ شیر نے ان سے کلام کیا اور کرامت کا دور سب کے نزدیک جائز ہے۔ سوائے فرستہ معتزلہ کے۔ اور حضرت معاویہ رضی عنہ کے بننے سے بارہ برس میں مہبت سے دلائل ہیں اور اگر بالفرض اس کو لادی اور مہدی (یعنی خود ہدایت والا اور دوسروں کو ہدایت دینے والا) بنا دے یہی کافی تھی۔

پس حکایت مذکورہ کو عجیب غریب محکمہ اس میں کسی قسم کا طعن نہ کرنا چاہیے۔

(و منہا) مناقب حضرت معاویہ رضی عنہ میں سے ایک اور حدیث ہے جس کو حافظہ حادث ابن اسامہ نے روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) میری تمام امت میں سے نرم دل والے اور زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ پھر دوسرے بقیہ میں خلفائے منقرب بیان فرمائے اور اس کے بعد دوسرے اپنے اصحاب کرام کی ایک جماعت کے فضائل بیان فرمائے۔ ان میں حضرت معاویہ رضی عنہ کا ذکر بھی ان الفاظ سے فرمایا کہ معاویہ رضی عنہ ابی سفیان

میری امت میں سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ سخی ہیں۔ پس ان دونوں وصفوں میں اگر تم نہ کر دو تو تم کو معلوم ہوگا کہ گویا حضور علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی عنہ کے لئے کمال کا ایک بندہ و جواد بزرگ مرتبہ متعین فرمایا ہے جو ان کے غیر کے لئے مخصوص نہیں فرمایا کیونکہ علم اور سخاوت اس امر کی ضرورت ہیں کہ ان میں نفسانی لذتیں اور شہوات بالکل معدوم تھیں۔ اولاً اس لئے کہ نفس کے غلبہ اور جوش کے زمانہ میں اور نفس کی تیزی اور تیزی کے اوقات میں کوئی شخص باوقار نہیں رہ سکتا۔ ہجر اس کے کوجس کے دل میں تکبر کا ایک ذرہ بھی نہ ہو اور گویا کہ حق نفسانی بالکل ہی اس میں نہ ہو۔ اسی لئے ایک شخص نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو حضور نے فرمایا تھا۔ بس غصہ مت کیجیو۔ وہ بار بار پوچھتا رہا اور کہتا رہا کہ حضور مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہی فرماتے رہے کہ غصہ مت کیجیو تو گویا۔ اس میں یہ اشارہ فرمایا کہ جب غصے کی بُرائی سے محفوظ ہو گیا تو نفس کی جانشینوں اور خواہشوں سے بچ گیا اور جو ان سے بچ گیا۔ تو اس نے گویا دنیا بھر کی صلوات اور آداب خیر کو اپنے اندر جمع کر لیا۔

ثانیاً، یعنی دوسری سفت جو میں غور کرو تو محبت دنیا ہر گناہ کی جڑ ہے۔ چنانچہ حدیث شریفہ میں ہے۔ حب الدنیا مراہس کل خطیئۃ۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ دنیا کی محبت سے بچائے اور اس کو جو د (سخاوت) کی حقیقت عطا فرمائیں تو یہ ایک علامت ہوگی کہ اس کے دل میں حسد کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا۔ اور کہ وہ کافی دنیا کی طرف التفات ہی نہیں کرتا اور ایک ایسی صفت میں جو ظاہری اور باطنی نیکیوں کو قطع کر دیتی ہے۔ اس میں بالکل مشغول نہیں ہوتا (یعنی حسد) اور جب قلب ان دو بُری خصلتوں سے پاک ہو جائے کہ جن سے بُہرہ کر اور کوئی بُری صفت ہی نہیں یعنی غصب اور بغل، جو تمام تقاض اور جانشینوں کی جڑ ہیں تو گویا کہ وہ (قلب) ہر قسم کی غری اور کمال سے مزین ہوگا۔ اور ہر قسم کی خرابی اور مجاہی سے پاکیزہ ہوگا۔

مسنر آئینا

خلیفہ صاحبِ قادیان کا بائیکاٹ و مقاطعہ

مندرجہ ذیل مضمون حکیم عبدالعزیز صاحب سیکریٹری
انجمن انصار احمدیہ قادیان نے لکھا ہے۔ حکیم صاحب نے
ہیں اور گھر کے بھیدی۔ اس لئے اس مضمون کو کثرت
کے ساتھ شائع کرنا چاہئے۔ (مدیر)

خلیفہ صاحب کے بائیکاٹ کی نوعیت جو احمدی (مرزائی) مدبر بھی خلیفہ صاحب
یا ان کے نامزدوں کے خلاف شریعت افعال
یا مظلوم کے خلاف آواز اٹھائے۔ تو
جہاں اس کی داد دینی کرنے یا تسلی کرانے کے اس کا سختی سے
بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ تمام احمدیوں (مرزائیوں) کو حکم دیا جاتا
ہے کہ کوئی اس سے سلام کلام نہ کرے۔ نہ اس کے سلام کا جواب دے
نہ اس سے کوئی چیز خریدے نہ اس کے ہاتھ فروخت کرے۔ یہاں تک
کہ وہ کاغذ ادھل کو ضروریات زندگی تک دینے سے منع کر دیا جاتا ہے۔
خلاف درزی کرنے والوں کو سخت سزا دی جاتی ہے۔ اس
کے قریب ترین رشتہ داروں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے
بیاری بیمار پڑوسی کر سکیں یا مردہ کے کفن و دفن تک میں
شریک ہو سکیں۔

اگر کوئی عورت زندگی و موت کی کشمکش میں پوت لاد
اکیل ٹرپ رہی ہو تو اس کی ماں بہن بھائی، باپ تک کوٹنے
کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بلکہ دایہ تک کو بھی آنے سے روکا جاتا
ہے۔ گراہ کے مکان سے اُسے نکال دیا جاتا ہے۔ اس کے مکان
ہوں۔ تو گراہ داروں سے حکماً خالی کروادیے جاتے ہیں۔
موقعہ گئے تو آگ تک بھی لگا دی جاتی ہے۔ شارع عام رہتوں
پر گزرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ مساجد میں جا کر نماز ادا کرنے
سے روکا جاتا ہے۔ اس کے ہاں بھنگن مزدور تک کو کاا کرنے
سے باز رکھا جاتا ہے۔ اس کے بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے
انکار کیا جاتا ہے۔ اس کے ننھے ننھے معصوم بچوں تک کا دودھ

بند کر دیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی قماش کے لونڈے اس پر جاسوس
مقرر کئے جاتے ہیں۔ جو وقت اس کے ہاتھ لگے رہتے ہیں۔ اس کے
مکان کے گرد لٹھ بند پہرے دار بنوادینے جاتے ہیں۔ اس کے
مستقل حکم دیا جاتا ہے کہ جب لوگ آئے دیکھیں تو احوال پوچھ کر
اس کے بیوی بچوں تک کو سلام کلام کرنے سے منع کیا جاتا ہے
چنانچہ ملاحظہ ہو فرمان خلیفہ صاحب مندرجہ اجازت الفضل

"اس عرصہ (دوران) بائیکاٹ میں (میں) اس باپ اور
بیوی بچوں اور دوسرے تمام رشتہ داروں کا فرض ہوتا ہے۔ جس
طرح ایک گندہ چھتر اپنے گھر سے باہر بیٹک دیا جاتا ہے۔
اسی طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ بچے کو نکال
دے (خود اپنے گھر سے نکل کر آوارہ ہو جائیں یا اسلام کو چھوڑ
کر اور کوئی مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیں) ان سختیوں کے
باوجود پھر اس کو کسی نہ کسی مقدمہ میں بھنسانے کی کوشش
کی جاتی ہے۔ اس کو منافق، مرتد، دشمن سلسلہ قرار دے کر
اس کے قتل تک کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔ یہ تمام مظالم اور سختیاں
اس لئے مدار کھی جاتی ہیں تاکہ دوسرے لوگ عبرت پزیر۔ اور
کوئی مظلوم جس کو اللہ تعالیٰ بھی ظالم کے ظلم کے علی الاملان اٹھایا
کی اجازت دیتا ہے۔ آواز نہ اٹھا سکے۔

اب اسے جماعت احمدیہ (مرزائیہ) خدا کے لئے بتاؤ کیا
اس قسم کا جاسوس سلوک کبھی کسی خدا کے پیارے لئے بھی اپنے
مقرضین کے ساتھ روا رکھا؟ کیا کبھی آپ حضرات نے یہ بھی غور
فرمایا کہ ہم نے کونسا وہ قصور کیا جس کی پاداش میں ہمیں ان
انسانیت سوز مظالم کا سختہ مشق بنایا جا رہا ہے جن کے سنے
سے بھی ایک شریف انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے اور
بدن میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے۔

کیا ہمارا صرف یہ قصور نہیں کہ ہم نے خلیفہ صاحب کی ذات
میں ایسے نقائص دیکھے جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ
چھوڑا احمدی بھی نہیں کہلا سکتا۔

پس ہم نے حضرت سعدی کی طرح حرات ایمانی سے کام لیکر

خدا اور اس کے رسول کے احکام پر عمل پیرا ہو کر اپنے اور اپنے بال بچوں کے آرام کو قربان کرتے ہوئے ہر قسم کی تکالیف و مصائب اٹھاتے ہوئے خلیفہ صاحب کو ان نقائص کی طرف توجہ دلائی اور ہر رنگ میں فیصلہ کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ میرے ایک خط کے جواب میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں :-

”مذکورہ بالا خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی آزاد کمیشن بیٹھے، تو اس کے سامنے میرے خلاف لڑکوں لڑکیوں اور عورتوں کی گواہیاں وہ دلا دیں گے۔ بلکہ خود میری بھی گواہی وہ دلا دیں گے۔ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں، میری اپنی گواہی سے مراد لکھنے والے کی شائد یہ ہو کہ وہ میری کوئی تحریر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہاشم اعلم، اور کوئی معنی اس فقرہ کے میرے ذہن میں نہیں آئے مگر ایسا ہو۔ تو بھی خلفاء سابق سے میری ایک اور مماثلت ثابت ہوگی“

(۱۱ فصل ۲۰ نمبر ۱۳۷ء)

حالانکہ میں نے اپنے خط میں یہ لکھا تھا کہ لوگوں سے سنا ہے کہ جناب چار گواہوں کا مطالبہ فرماتے ہیں۔ اگرچہ ہم سے تو آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے۔ تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی مزاحمت کے لئے بھی تیار ہیں“

اب اے بندگانِ خدا! کچھ تو خود کرو۔ کیا خلیفہ صاحب کا یہ جواب ہی خود انھیں ملزم نہیں قرار دے رہا۔ کیا خلیفہ صاحب کا اپنے بچاؤ کے لئے خلفائے راشدین کو متہم کرنے کی کوشش کرنا ظلمِ عظیم نہیں۔ کیا حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم خلفاء راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ کی بھی مثال پیش کر سکتے ہو۔ جن کی ذات پر اس قسم کے الزام لگائے گئے ہوں۔ اس کے بعد پھر ہم نے حسب ذیل فیصلہ کے چار طریق بھی پیش کئے :-

(۱) تمام جماعت ہائے احمدیہ اپنے اپنے نمائندوں کے ذریعہ ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن بٹھائے جو ہمارے اعتراضات کا ثبوت لینے کے بعد یہ فیصلہ کرے کہ ہم سچے ہیں یا جھوٹے۔ جھوٹے ہونے کی صورت میں کمیشن جو سزا بھی ہمارے لئے تجویز کرے ہم اسے بخوشی قبول کریں گے۔

(۲) اگر پہلی صورت فیصلہ منظور نہ ہو تو دوسری صورت جو آپ فرمان حضرت مسیح موعود و مندرجہ اجازتِ احکم ہم پر جاری ہے اس پر غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہونا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو نفرتی اور زانی قرار دیتے ہیں۔ یعنی جس پر الزام لگایا جائے اس کو چاہیے کہ مباہلہ کے ذریعہ اپنی پوزیشن صاف کرے۔ اگر خلیفہ صاحب ہمارے اعتراضات کو غلط اور جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کو بھی اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے ہمیں مباہلہ کے لئے بلانا چاہیے۔

(۳) اگر دوسری صورت بھی منظور نہ ہو تو تیسری صورت یہ ہے کہ جلسہ سالانہ یا کسی اور مقدس اجتماع پر ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم ان تمام اعتراضات کو احمدی حضرات کی خدمت میں جناب خلیفہ صاحب کی موجودگی میں پیش کر دیں۔ اور خلیفہ صاحب ان تمام باتوں سے بہت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل حلف منوکر عذاب اٹھائیں۔

اے عظیم و نجیب اور سمیع و بصیر خدا تو جو سفیوں کی باتوں کو جاننا اور ہر انسان کی نیت سے آگاہ ہے۔ تجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور نہ تجھے کوئی دھوکہ دے سکتا ہے۔ تو جاننا کہ جو باتیں میری طرف منسوب کی گئی ہیں۔ ان سے تجھے دور کا بھی تعلق نہیں۔ نہ میں کبھی ان باتوں کا مرتکب ہوا۔ اور نہ یہ باتیں مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ نہ ان باتوں میں کچھ صداقت ہے۔ لیکن اے قادر مطلق خدا! اے عزیز و ذوال مقام خدا! اے مہتری اور حق کے دشمنوں کو ہلاک کرنے والے خدا! اگر یہ باتیں سچی ہیں اور میں ان باتوں کا مرتکب ہوا ہوں اور میری طرف یہ باتیں منسوب کر کے اہل حق پر ہیں۔ اور میں باطل پر ہوں۔ تو تو مجھ کو اپنے اہل و عیال کے ایک سال کے اندر کسی ایسے دردناک اور عبرتناک آسمانی

عذاب جس میں ہیں انسانی ہاتھوں کا کوئی دخل نہ ہوا، ہلاک اور تباہ و برباد کرنا میری ہلاکت دنیا کے لئے عذاب اور جماعت احمدیہ (بریل آیت) کے ہر فرد کے لئے خصوصاً باعث عبرت ہو۔

جناب خلیفہ صاحب اس حلف کے الفاظ کو مجمع عام میں کم از کم آباد بلند تین بار پڑھائیں اور حاضرین ہر دفعہ آمین پکارتیں۔ اس کے بعد ہم اپنے تمام اعتراضات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر کے خدائی فیصلہ کے منتظر رہیں گے۔ اگر ایک سال کے اندر خلیفہ صاحب کو کوئی گرفت نہ ہوئی۔ تو اس صورت میں ہم جھوٹے ثابت ہوں گے۔ اور جماعت کو اختیار ہوگا کہ جو چاہے، سزا دیں۔ ہمارا کوئی عذر قابل سماعت نہ سمجھا جائے۔

(۴) اگر خلیفہ صاحب خود یکطرفہ حلف موکد بعذاب اٹھانا پسند نہ کریں تو ہمیں وقت دیں کہ ہم حاضر ہو کر مجمع عام میں تمام باتوں کو پیش کر کے خود الفاظ مندرجہ بالا میں حلف موکد بعذاب اٹھائیں۔ اس حلف کے الفاظ کو ہم مجمع عام میں بار بار بلند تین بار پڑھائیں گے۔ اور حاضرین آمین پکارتیں۔ اس کے بعد اگر ہم ایک سال کے اندر آسمانی عذاب سے ہلاک نہ ہوئے تب تک سچے ثابت ہوں گے۔ اس صورت میں خلیفہ صاحب کو لازم ہوگا کہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔

میں نے اپنی طرف سے یہ چار طریق پیش کر دیئے ہیں آپ حضرات کے نزدیک اگر فیصلہ کا کوئی اور احسن طریق ہو تو اس سے بھی آگاہ کر دیں ہم ہر جائز طریق سے فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری غرض محض اصلاح ہے۔ فتنہ فساد غرض نہیں۔

اب اسے خدا کے بندو! انصاف کرو! کیا ان جائز مطالبات کے ہوتے ہوئے پھر بھی ہمیں کفار اور ہل پرست لوگوں والے حربہ بائیکاٹ و مقاطعہ کا تختہ مشق بنانا جائز ہو سکتا ہے۔

اگر نہیں تو پھر آپ حضرات کا فرض ہے کہ ان انسانیت سوز مظالم کے خلاف آواز اٹھائیں۔ کیا یہ وہی انسانیت سوز مظالم نہیں جن کے خلاف ہمیشہ خدا کے برگزیدہ اور ان کی جماعتیں آواز اٹھاتی رہی ہیں۔ اور کیا آپ حضرات بھی ان مظالم کے خلاف صدائے احتجاج

بلند نہیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ خود خلیفہ صاحب بھی اپنی کتاب معاہدہ ترکیب میں بائیکاٹ کو مزید اور اس کے ساقیوں کی سنت قرار دیتے ہیں۔ اگر آج تک بائیکاٹ و مقاطعہ مذہب انبیاء کا شیوہ رہا ہے تو پھر یہی بائیکاٹ و مقاطعہ ہمارے مقابلہ میں کس طرح خدا کے برگزیدوں کا اسوہ قرار دیا جاسکتا ہے؟

تلك اذى قصه صليبيخا ديه بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے) **کھلا چیلنج** بالآخر تین خلیفہ صاحب کی خدمت میں اللہ اور اس کے رسول پاک کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں کہ آپ کا الزامات سے اپنی بریت کرنے کی بجائے اللہ مقررین ہی کا بائیکاٹ و مقاطعہ کرنا ہرگز خدا کے برگزیدوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی خدا تعالیٰ کا پیارا ایسا لکڑا رہے جس نے اپنی بریت ثابت کرنے کی بجائے اللہ مقررین کو ہی منافق و مرتد قرار دیکر ان کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا ہو پس آپ کو بھی چاہیے کہ اس باطل پرستوں والے حربہ کو فورا ترک کر دیں اور ان انسانیت سوز مظالم سے ترک جائیں۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہوں کہ آپ کا اپنے مقررین کا بائیکاٹ و مقاطعہ کرنا نبیوں والا سلوک ہے۔ تو میری طرف سے آپ کو کھلا چیلنج ہے کہ آپ خود یا اپنے کسی نمائندہ کے ذریعہ میدان میں نکلیں اور مناظرہ کر لیں۔ اگر آپ نے اس بائیکاٹ و مقاطعہ کو جائز ثابت کر دیا۔ پھر آپ بیشک جس قدر چاہیں، مظالم ہم پر روا رکھیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن آپ بتاؤٹ کر لیں کہ اگر آپ کے تمام تنخواہ دار، عالم، فاضل، مفتی سب مل کر بھی ان انسانیت سوز مظالم کو نبیوں والا سلوک ثابت کرنے کی کوشش کریں تب بھی وہ ناکام رہیں گے۔ اب اگر ان دونوں صورتوں میں سے آپ کسی صورت پر بھی آمادہ نہ ہوئے اور مظالم سے نہ رکے۔ تو آئندہ قسط وار آپ کے مظالم کی مفصل داستان شائع کروں گا انشاء اللہ جس کی ذمہ داری آپ کی گردن پر ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الهدی سَمِعْنَا فَتَحْنَا وَبَعَيْنَا وَبَعَيْنَا قَوْلًا مِّنَ الْوَحْيِ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفَارِغِينَ ۝

خاکسار دیا

الانتباهية على الافتتاحية مشرقی کا تذکرہ غلط

(پیوستہ بگذاشتہ)

(مولانا محمد عالم صاحب امتی امپری کے قلم سے)

(۱۸۸) جعلہم۔۔۔ ہادیین لنا (۶۱۷) مطلب

یہ کہ تم دربار الہی میں یوں کہتے ہو کہ ہم نے اپنے منہوں کو اپنا
بادی بنایا تھا۔ مگر ہادیین غلط ہے۔

(۱۸۹) ولست نقدر الى اسلاصنا (۷۱۷) یہ فقرہ غلط

ہے اور مہمل ہے اور استقامت کو الہی کے ساتھ استعمال کرنا صحیح
نہیں ہے۔

(۱۹۰) کل هذا اجازنا الله لنا (۸۱۷) اجاز ہے ہی

ہے۔ یا عجی محاورہ ہے۔ کل هذا بھی مکروہ لفظ ہے۔

(۱۹۱) هذا اما اختراع المسلمون (۷۱۷) (۷۱۷) لوٹ

مسلمانوں نے اختلاف امتی سرحد کو اپنی طرف سے حدیث کے
قالب میں ڈھال لیا ہے۔ ورنہ یہ بہت بُرا کلام ہے۔ مگر حقیقتیہ ہے کہ مشرقی عہد و اقت ہے کہ یہ حدیث نبویؐ ہے کسی کا اختراع
نہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ فروعات میں امت کا اختلاف

(بقیہ از صفحہ ۹)

پس ان دو کلموں یعنی احلہ امتی و اجد دھاسے جو اپنے منہ
میں جامع مانع ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یہ نتیجہ کھلا کہ صداقمصدق صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس امر کی
گواہی دی ہے کہ وہ ان تمام مراتب تک پہنچے ہوئے ہیں جیسا کہاس نے اوپر کی تقریر میں بیان کیا ہے۔ پس مبتدین اور جہال نے جو کچھ
ان کی طرف منسوب کیا ہے اس کی ہرگز گنجائش نہیں۔ (باقی آئندہ)

اس امر پر طالت کرتا ہے کہ اتباع شریعت ان کے نزدیک ایک
اہم امر ہے۔ اس کی نظیر عدالت کا کرہ ہے۔ جس میں دھڑلے
مرافعہ قانون کی دفعات پر مختلف پہلوؤں سے جھگڑتے ہیں۔
مشرقی اسلام سے روکش ہے۔ اور عربیت سے کوراہ ہے۔ اس لئے
وہ یہ فقرہ بھی صحیح طور پر پیش نہیں کر سکا۔ ورنہ اشہر اور اس
فی دونوں خلاف اصول ہیں۔

(۱۹۳) ان الاختراق والاشتات (۷۱۷) (۷۱۷) فٹ

افتراق کے بعد اشتات غلط ہے صحیح لفظ اور تھا۔ جو مشرقی
کے دماغ میں نہیں آیا۔ کیونکہ اشتات پر گمہ کرنے کے معنی میں
آتا ہے، پھاگندہ ہونے کے معنی میں نہیں۔ جس کی یہاں ضرورت
اور مقام کا محقق ہے۔

(۱۹۴) فوالله... لا تدخلون الجنة (۱۷۱-۱۷۲)

جملہ تسمیہ کو نبھانا نہیں آیا۔ دلیسے یہ دعویٰ ضرور کیا ہے کہ مسلمان
جنت میں کبھی بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کے ضمن میں خاکساری
تحریک کی حقانیت مضربے اور پہلچ برداری اور مشرقی پرستی
کو پیش کیا جا رہا ہے۔ اور مصلحی رنگ میں دعویٰ نبوت کی ڈینگ
بھی ماری ہے۔

(۱۹۵) معصم فی آیات اللہ معاجزین (۱۷۱-۱۷۲) فٹ

نوٹ میں یوں درج ہے کہ تم نے آیات الہی میں ایک دوسرے
کو زیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ مشرقی خود اس
جرم کا مرتکب ہے ورنہ وہ عربیت سے اتنا نا آشنا ہے کہ اس
مقام پر اس حالہ کے چند لفظ بغیر مطفہ کے لاکر ایک کو بعد میں
مطفہ کے ساتھ ذکر کر دیا ہے۔ بیشک اس کی نظیر کتاب اللہ
میں پائی جاسکتی ہے گمروں واد سب سے جو یہاں نہیں۔
اس لئے مشرقی کا فقرہ اسلوب بیان سے گرا ہوا ہے۔

(۱۹۶) دحدھم بوحدة المصم (۱۷۱-۱۷۲) مہارت

رئیک ہے۔ مقصود یہ ہے کہ خدا کی مرضی یہ تھی کہ ایک خدا کو ان
سے خود مشرقی نے دوسری جگہ تسلیم کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے غلط

جو الاصلاح ۲۸ جولائی ۱۹۷۷ء ص ۳۹ دروغوار حافظہ نباشد۔
(دریہ)

خاکساری تحریک

حسن بن صباح اور مرزا قادیانی کے فتنے سے
کلم نہیں
سیکرٹری مسلم لیگ کلکتہ کا اعلان حق!

جناب محترم رابع بن صاحب الیم، اے بھل سیکرٹری مسلم لیگ کلکتہ نے
محترم قوشی صاحب میرا ایمان، پٹی کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:-
"مسلمانوں کے لئے صرف وہی فوجی تنظیم مفید ہو سکتی ہے جو پوری طرح
ملت کے قبضے میں ہو اور شریعتِ حق کی حمایت کے لئے ہو، نہ کہ خاکستار
کی طرح ایک نئے اور باطل اسلام کے لئے اور حقیقی اسلام کے کھنڈن
کے لئے ہو۔ اور ایک بے دماغ، بے عقیدہ، اور خود غرض شخص کے
قبضہ میں ہو، امید ہے کہ آپ خاکساری فتنہ کے مقابلہ اور مسلم
نیشنل گارڈ کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

میرا خیال ہے کہ خاکسار لیڈروں پر نازی ہونے کا الزام
تو غالباً (غالباً نہیں یقیناً۔ شمس الاسلام) غلط ہے لیکن یہ بالکل
صداقت، محض صداقت اور عریان صداقت ہے کہ خاکساریت ستر
پا اور تمام تر نازیت اور فسطائیت کے اصول اساسی پر مبنی ہے
اور امیر کی غیر مشروط اطاعت و بیعت کا عقیدہ تمام باطل خرافات
و کفریات کا دروازہ کھولنے والا خطرناک ترین عقیدہ ہے جس کی
ماہ سے تمام باطل تحریکات اور فرقے اسلام میں پیدا ہوئے ہیں۔
غیر اللہ کی غیر مشروط اطاعت، اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی غیر مشروط
اور مطلق اطاعت کی نفی ہے پس لازم اور واجب ہے کہ آپ
مسلمانوں کو خبردار کر دیں کہ حسن بن صباح اور مرزا قادیانی کی طرح
یہ نئی جماعت امتِ محمدیہ کو کسی نئے فتنے میں مبتلا کر دے اور
ام قیامت کے دن خدا اور رسول کے سامنے جوابدہ ہوں۔ جب پوچھا
گیا کہ اپنے کیوں چپ چاپ اس فتنے کو بڑھنے دیا تو بتائے آپ دہاں
اپنے آقا و مولا کو روز قیامت کیا جواب دیجیے گا؟ ("ایمان")

مگر وہ جس نے متعدد خدائے
حالات کہ خدا نے توحید کے لئے پیدا
کیا تھا۔ اس مقام پر مشرقی
پہلے توحید کا معنی۔۔۔۔۔
پیش کرتا ہے مگر نتیجہ میں اتحاد
بین الاقوام کے معنی میں لیتا
ہے۔ جو بالکل لغت اور محاورہ
کے خلاف ہے۔ اس کے بعد
قرآنی سیاق و سباق کے خلاف
دلالتِ خلقہم کا اشارہ
اتحاد بین الاقوام کیا ہے۔ حالانکہ
اس موقع پر مخالفت بین الاقوام
کا ذکر نہیں تاکہ اتحاد بین الاقوام
کی دعوت دیجاتی۔ بلکہ اختلاف
آراء یا دیگر قسم کے اختلافات
کی طرف اشارہ ہے جس کو
مشرقی سمجھ نہیں سکتا۔

(۱۹۸۲) ماالاتحاد الا

فطرت اللہ (۱۸-۱۹) اتحاد بین
الاقوام ہی فطرتِ الہی ہے جس
پر مبنی نوع انسان کو پیدا کیا ہے
لیکن ہم بتا چکے ہیں کہ فطرت
الہی کا منشاء اتحی و بین الاقوام
نہیں ہے۔ بلکہ خدا شناسی اور
متعدد خداؤں کو چھوڑ کر صرف
ایک خدا کی پرستش کرنا ہے
جو باوجود اعتداف آرائے
نئی نوع انسانی کے اور باوجود
مخالفت بین الامم کے کسی

کسی دنگ میں ہر فرد بشر کے اند
موجود ہے اور اسی کو علمِ فطری
میں داعیۃ الخیر کہا گیا ہے
مگر منکر کی نے داعیۃ الشر
کو اس پر غالب کر دیا ہے۔

والمتفصیل لہ موضع آخر
بہر حال اس مقام پر اس نئے
پھر وہی دہرا گلا ہے۔ جو مسلمانوں
کے اسلاف جن ہیں، طاغوت

میں اشکم پرست ہیں اور
شیطان۔ خدا ان کو اپنے
تا بعد ادوں سمیت اپنے حق
و وعدہ کے مطابق دوزخ
میں ڈالے گا۔ یہ ایک ایسا
جلد ہے کہ غیر مسلم بھی نہیں
کر سکتا ہے۔ اعاذ باللہ۔۔

(۱۹۸۵) یا حاضر جامعہ

یا محشر الظالمین (۱۸-۱۹)

ظالمین اور محاربین کا

باجی تناسب نہیں۔ اس کے

بعد جو آیت پیش کی ہے۔ اس

کا خطاب مسلمانوں سے ہے۔

مشرکین سے نہیں۔

(۱۹۹) فاعلموا المظلم

(۱۹-۲۰) پہلے تو یہ خط ہی

ہے۔ دوسرے ظالم کو فاس

ظلم کہنا محاورہ نہیں ہے

(باقی آئندہ)

مشرقی کی زود پشیمانی

"مندرجہ ذیل آرٹیکل دہلی کے مشہور اخبار "ریاست" نے شائع کیا تھا، جسے اخبار "معوضہ" بمبئی سے نقل کیا جا رہا ہے۔
اجازت ریاست اس سے پہلے خاکسار تحریک کی پرزور حمایت کرتا رہا ہے۔ (مُدیر)

خاکساروں کے ایک لیڈر سنٹرل گورنمنٹ کی اجازت سے مشرقی سے ملنے کے لئے ویکٹوریئل میں گئے۔ وہاں سے واپس آکر انہوں نے جو بیان دیا ہے اس کا کچھ حصہ یہ ہے:-

"میں نے ویکٹوریئل میں تحریک کے بانی علامہ غنایت اللہ مشرقی سے ملاقات کی۔ چھ دن اور راتیں ان کے پاس جیل میں ایک ہی کمرے میں رہا۔ میں نے ان کے دل کے ہر کونے کو ٹولا اور انہیں برطانوی حکومت کا سچا و فادار پایا۔ میں خود علامہ مشرقی کی ذاتی تحریک کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ واکسار مارچ کو لاہور میں جو تصادم ہوا تھا۔ اس کا انہوں نے حکم نہیں دیا۔ نہ ہی اس دن ان کے حکم سے خاکسار جمع ہوئے۔ میں سارے ہندوستان اور برما کے خاکساروں کے لئے علامہ صاحب کے پاس سے امن و سلامتی کا پیغام لایا ہوں اور ان کو مندرجہ ذیل حقیقتوں سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں:-

(۱) "الاصلاح" کی اشاعت مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۷ء میں جو حکم دیا گیا تھا کہ سرسکندہ کی چار پائی کے ارد گرد لاشوں کا ڈھیر لگا دیا جائے۔ وہ علامہ مشرقی کا لکھا ہوا نہیں تھا بلکہ ایک اور صاحب کا لکھا ہوا تھا، جن کا اس وقت میں نام بتانا پسند نہیں کروں گا۔

(۲) خاکساروں کو خدمتِ خلق پر اپنی پوری توجہ مبذول رکھنی چاہیئے اور اپنے عمل سے بلحاظ مذہب و ملت اپنے ملکی جہانیوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ضرورت کے وقت ہم تمہارے سچے خادم، محافظ اور مددگار ہیں۔

(۳) خاکساروں کو کبھی تشدد پر نہیں اترنا چاہیئے اور ملک کے قانون کا احترام کرنا چاہیئے۔ اس نازک موقع پر خاکساروں کو

قانون کی پابندی کرنے کا مشورہ دیتا ہوں۔ انہیں ڈل بند کر دینی چاہیئے اور اپنے صوبے کی حکومت سے ڈل کی اجازت کے لئے ہلہ بردرخواست جادی رکھنی چاہیئے۔ اور تا وقتیکہ حکومت اجازت نہ دے انہیں اپنی وردیوں اور ہیلچوں کو اتار چھیننا چاہیئے۔ وہ یہ کر سکتے ہیں کہ اپنے بازوؤں پر نشان "اخوت" لگے رہتے دیا جن پر پابندی نہیں۔"

یعنی مشرقی نے ویکٹوریئل سے گورنمنٹ کو تو یہ پیغام دیا کہ وہ برطانیہ کے جان نثار و فادار ہیں۔ انہوں نے کبھی خاکساروں کو ہتھ اٹھانے کا حکم نہیں دیا۔ لاہور کے واقعہ قتل کے روز انہوں نے خاکساروں کو جمع ہونے کا حکم نہیں دیا تھا۔ وہ ہندوستان کے علاوہ برما کے خاکساروں کو بھی وفا شعار اور پُر امن دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور خار مارچ ۱۹۴۷ء کو ان کے اخبار "الاصلاح" میں سرسکندہ کی چار پائی کے قریب لاشوں کا ڈھیر لگانے والا جو مضمون شائع ہوا۔ وہ ان کا لکھا ہوا نہ تھا۔ بلکہ یہ "کاتب کی غلطی" تھی۔ اور اپنے خاکساروں کے نام یہ حکم دیا ہے کہ وہ تشدد کو چھوڑیں۔ قانون کی پابندی کریں۔ ڈل وغیرہ بند کر دیں۔ وردیوں اور ہیلچوں کو چھینک دیں اور اپنے بازوؤں پر "اخوت" کا نشان باندھ کر اللہ تعالیٰ کرنے ہوئے سرسکندہ رجات کی خدمت میں درخواستیں کرتے رہیں کہ پنجاب گورنمنٹ رحم کرتے ہوئے چاندیوں کو واپس لے۔

ہمیں ایک دلچسپ واقعہ یاد آگیا جس زمانہ میں راقم الحروف لاہور کے ایک اخبار میں کام کرتا تھا۔ سوشلسٹ لیڈر ماسٹر مونسنگ نے راقم الحروف سے تحریک کی کہ ایک پمفلٹ لکھا جائے جو سکھوں میں حریت و آزادی کی سپرٹ پیدا کرے۔ یہ پمفلٹ لکھا گیا اور اس کی اشاعت کے چوتھے روز ہی سرمایہ کار اور ڈوڈاؤں کی حکومت نے اس کو ضبط کر لیا۔ ضبطی کے اس اعلان کی خبر سنکر مجھے ایک مڈرٹ و دست نے جو اس زمانہ میں لاہور سے گزر رہی رہبان کا ایک اخبار نکالتے تھے۔ ہمدردی کے لہجے میں فرمایا کہ اگر یہ پمفلٹ ان کو دکھایا جاتا تو اس میں سے قابل اعتراض حصے نکال دیے جاتے تو یہ ضبط نہ ہوتا۔ اتفاق سے جہانی لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر "نیشن"

صیقل بر قول فصیل

(۱)

(انجانب مولوی احمد اللہ ضاہری)

مشرقی نے یکے بعد دیگرے تین کتابیں لکھیں۔ تذکرہ، اشارتِ قول فصیل۔ اس کے بعد کچھ اور بھی ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو مشرقی سلسلہ اور تحریک خاکسار کی جان اور اساس و بنیاد ہی تین کتابیں ہیں۔ میرے سامنے اس وقت تیسری کتاب "قول فصیل" رکھی ہوئی ہے۔ میں نے اس کو بنوعظم کیا، لفظ لفظ دیکھا اور پڑھا۔ قطع نظر اس سے کہ مشرقی نے "تذکرہ"

میری شکلات کے زمانہ میں رہبری کر سکے گا، انتہائی حماقت ہے۔ ہم ایک طویل عرصہ سے خاکساروں کی خدمت میں دھڑست کر رہے ہیں کہ وہ عدم تشدد کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ ان کے غلام ہونے کی صورت میں انکا تشدد اختیار کرنا ان کی تباہی کا باعث ہوگا اور وہ گاندھی جی کی راہ اختیار کریں جنہوں نے پچیس سال کے عرصہ میں ہندوستان کی سیاسی حالت میں خلاف توقع تبدیلی پیدا کر دی۔ مگر خاکسار ہماری اس مخلصانہ رائے پر تاراجن ہوئے اور خاکساروں کے بعض لیڈروں نے تو براہیوسٹ خطوط میں نہ صرف ہماری رائے کے خلاف دوستانہ شکایت کی بلکہ عدم تشدد کو بھی کوسا۔ ان دوستوں سے اب پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا اس وقت عدم تشدد کو برزلی قرار دینا عاقبت نائنڈیشی نہ تھی اور ایشیائی صاحب گاندھ دیشیان "ہونا کیا باعث عزت و وقار ہے؟ ہماری خواہش ہے کہ خاکسار تحریک کسی لائق سیاست دان حوصلہ مند اور بہاد لیڈر کے ہاتھوں میں ہو جو ہر قدم ستر گاندھی کی طرح سوچ سمجھا اٹھائے۔ یہ قدم پھر واپس نہ ہو۔ اور عدم تشدد کی پابندی کرتے ہوئے خاکسار زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل کریں۔"

بھی وہاں موجود تھے۔ لالہ دینا ناتھ بہت بڑے نکتہ رس اور لطیفہ گو تھے۔ آپ نے اس دوست کی اس رائے کے بعد فوراً کہا کہ اگر تم اس سے ایک قدم آگے اس پمفلٹ کو رائے بہادر گنج بہاری تھا پند جو اس زمانہ میں پنجاب کے اندر سب سے حکومت پرست تھے اور جن کی معرفت پنجاب گورنمنٹ اخبارات میں اُبھرت پرست لکھا یا کرتی تھی) کو دکھا کر رائے بہادر سے معاملہ لے لی جاتی۔ تو رائے بہادر مصطفیٰ کو دو مربع زمین بھی انعام گورنمنٹ سے لے دیتے۔ لالہ دینا ناتھ کے اس لطیفہ کا مطلب یہ تھا کہ اگر پمفلٹ ضبط ہوا تو اپنی خوبیوں کے باعث اور اگر اس کی خوبیاں کم کوئی جاتیں یا بالکل اڑادی جاتیں تو گو یہ ضبط نہ ہوتا۔ پھر اس کے شائع کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ لالہ دینا ناتھ کی اس چٹلی یا لطیفہ کے مطابق ہمارے خیال میں مشرقی کی اس توبہ کے بعد۔ اب پنجاب گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف خاکساروں پر سے پابندیاں اٹھالے، بلکہ دفاشاری اور جاں نثاری کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اب مشرقی کو چند مرتبے زمین کے بھی عطا فرمائے جائیں۔ کیونکہ مشرقی صاحب کئی لاکھ تشدد پسند خاکساروں کو نیچے اور وردیاں چھوڑ کر "انٹرن" ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔

مشرقی جیسے شخص سے اوپر کی "زود پیشیانی" خلاف توقع نہیں اور ہماری ایک عرصہ سے یہ رائے ہے کہ اس تحریک کو فاکر کرنے کا باعث بھی یہی مشرقی ہوں گے۔ کیونکہ جو شخص گرفتاری کے وقت اپنے حواس کھو دے اور آنکھوں میں آنسو بھر کر اپنے حق کو ساتھ لے جانے کی پولیس آفیسروں سے التجا میں کرے اور دہلی جیل میں پہنچ کر اس وقت جبکہ لاہور کے خاکساروں کا ابھی پوسٹ مارٹم بھی نہیں ہوا اور انکی لاشیں ہسپتال کے مرقعہ خانہ میں پڑی سڑ رہی ہیں۔ مرغیوں اور انڈوں کے لئے جیل کے افسروں سے جھگڑے (جس کا تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود ہے اور جسے ہم ہرمزہ دار شخص کو دکھانے کے لئے تیار ہیں) اس شخص سے یہ توقع کرنا کہ وہ اتنی بڑی تحریک

واشارات میں کیا لکھا ہے، کیا خیالات ظاہر کئے ہیں مسلمانوں بلکہ دنیا کے سامنے صحیح اسلام اور واقعی اسلام پیش کیا ہے۔ یا کفر والحاد کے طوار پیش کئے ہیں۔ میں اس وقت جو کچھ لکھنا اور کہنا چاہتا ہوں۔ وہ صرف قول فیصل سے کہو گا۔ قول فیصل کے صفحات اور سطور سے دکھلاؤ گا۔ کہ مشرقی کے نزدیک اسلام کیا ہے۔ مشرقی نے مسلمانوں اور دنیا کے سامنے کیا چیز پیش کی ہے۔ تحریک خاکسار سے کیا مطلب ہے۔ مشرقی نے یہ تحریک کیوں جاری کی۔ خود مشرقی کیا ہے۔ میرا منشا۔ و مقصد اس مضمون میں قولی فیصل پر صیقل کرنا ہے۔ جن مراد ابن اسلام کے پاس قول فیصل موجود ہو۔ وہ ضرور قول فیصل کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں یا جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ دھوکا یا معالطہ تو نہیں ہے۔ خاکسار دوستوں کا قطعی فرض ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس مضمون کا مطالعہ کریں اور میرے حوالہ جات کو قول فیصل سے ملاتے جائیں۔

سارے تیرہ سو سال
قبل کا مشرقی اسلام

اسوۂ رسول، دین اسلام۔ الغرض خدا کا سچا مذہب صرف اور صرف سپاہیانہ زندگی ہے! (قول فیصل نمبر ۱۱ اصلاح ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء ص ۱)

ایک مقام پر لکھتا ہے: "لیکن ہمارا مذہب ہمارا دین، ہمارا اسلام، ہمارا ایمان سپاہی بننا ہے۔ دنیا کو زیر نگین کرنا ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۱)

اسی مقام پر اسی صفحہ میں تین سطر بعد لکھتا ہے: "ہم ہاں کے پیٹ سے بادشاہ بنکر نکلے تھے۔ بادشاہت ہمارا مذہب ہے۔"

ایک جگہ یوں گوہر فشاں ہے: "تیرہ سو سچا برس کے بعد ہم جس بادشاہت اور عروج، جس غلبہ اور تمکن فی الائن، جس اہمیت اور جلال کے منہل مذہب کی طرف مسلمانوں کو پھر پہنچانے

کا عہد کر چکے ہیں۔ وہ وہ تکلیف دہ مذہب ہے اور قوم کے نابکار حصول پر وہ عمل قراچی ہے۔ جو خدا کا سچا رسول نہیں برس تک کر کے آپ کو اکھٹا کرنا (ص ۵)

ایک جگہ یوں رقمطراز ہے: "پس دو لفظوں میں خاکسار تحریک کا پہلا اور آخری مقصد تیرہ سو برس کے بعد پھر خدا اور اسلام کا سپاہی بننا ہے" (ص ۱)

ایک جگہ تحریر کرتا ہے: "ہم سپاہی ہیں، سپاہی کا مذہب دنیا میں پھیلانے آئے ہیں" (ص ۱)

ایک مقام پر لکھتا ہے: "اس کا منشا قرون اولیٰ کے علی اور سپاہیانہ اسلام کو پھر زندہ کرنا ہے" (ص ۱)

پھر لکھتا ہے: "ہاں خاکسار تحریک تیرہ سو سچا برس کے بعد جس سچے و اصلی مذہب کی طرف ہر مسلمان کو پھر لیجئے کے لئے تیار ہوئی ہے۔ وہ مذہب خدا اور اسلام کے علی اور باہتھیار سپاہی بننا ہے۔ یہی سچا اور اسوۂ رسول ہے" (ص ۱)

ایک جگہ لکھتا ہے: "اُس تمہارے آسان اسلام کے پیشوا بے دھڑک اور بے سند کہتے چلے آئے ہیں کہ اڑھی کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں۔ ہم اس سے زیادہ ہزار گنا قوت اور قرآنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ توپ اور تلوار کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں۔ بلکہ آج بیچے کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے۔ یونہی قول فیصل کا کوئی صنف تقریباً اس ذکر سے

صیقل

خالی نہیں کہ اصل اسلام، قرون اولیٰ کا اسلام تیرہ سو سال قبل کا اسلام صرف سپاہیانہ زندگی اور سپاہی بننا ہے۔ مگر ہم نے بغیر اختصار قول فیصل کے چند صفحات سے چند تجزیہ میں نقل کر دی ہیں جس سے ناظرین دقائق اندازہ کر سکتے ہیں کہ مشرقی کے نزدیک اصل اسلام قرون اولیٰ کا اسلام، تیرہ سو سال قبل کا اسلام، سپاہی بننا اور سپاہیانہ زندگی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ان تمام مرقومہ بالا مشرقی تحریکات سے کائنات فی نصف النہار ظاہر اور ثابت ہے کہ اسلام ایک خوشخوار مذہب ہے، اسلام لڑنا، مارنا، حکومت و بادشاہت

حاصل کرنا ہے۔ پس سپاہیانہ زندگی بسر کرنا ہر وقت و ہر ساعت اور ہر حال میں توپ و تلوار ہاں بیلچہ سے تسلیع رہنا اسلام ہے اس کے سوا جو کچھ ہے۔ وہ مولویوں کا پھیلایا اور بتلایا ہوا غلط اسلام ہے۔ اصل اسلام تیرہ سو پچاس برس قبل کا اسلام سپاہی بننا اور حکومت و بادشاہت حاصل کرنا اور جنگ و جدال کرنا تھا۔ آج مشرقی اسی کو مسلمانوں میں پھیلانا اور رائج کرنا چاہتا ہے۔ خاکسار و غویب اسی لئے قائم ہوتی ہے۔ کہ وہ اس اور صرف اس سپاہیانہ زندگی۔ ہاں سپاہیانہ اسلام کو مسلمانوں میں جاری کرے۔ حکومت و بادشاہت حاصل کرنے کے واسطے مسلمانوں کو لڑنے مرنے پر آمادہ کرے۔ وہ نہایت صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں جگر و حصر بار بار کہتا ہے کہ "ہذا کا سچا مذہب صرف اور صرف سپاہیانہ زندگی ہے۔ توپ و تلوار کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں۔ بلکہ آج بیلچہ کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں!" باقی جو کچھ آج اسلام کے نام سے مسلمانوں میں رائج ہے۔ آج جس چیز کو مسلمان اسلام سمجھ رہے ہیں وہ اصل اسلام، تیرہ سو سال قبل کا اسلام نہیں ہے۔ وہ چونکہ مولویوں کا بتایا ہوا غلط مذہب اور غلط اسلام ہے مشرقی و تحریک خاکسار اس کے استیصال اور مٹانے کے لئے مصروف عمل ہے۔ مشرقی اور تحریک خاکسار کا یہی مقصد اعظم ہے۔ یہی منہائے نظر ہے۔

مشرقی اسلام کا دشمن ہے مخالفین اسلام، اسلام پر یہ اعتراض کیا کرتے تھے۔

یہ الزام لگایا کرتے تھے کہ اسلام خونخوار مذہب ہے۔ اسلام کی اشاعت بذریعہ تلوار ہوتی ہے۔ کفار اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا ذریعہ تلوار اور خونریزی کو سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک بھی اسلام کوئی اور چیز ہے۔ تلوار اس کی اشاعت و تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ مشرقی ان دشمنان اسلام سے بھی چار قدم آگے بڑھ گیا۔ اس نے صاف کہہ دیا۔ یا اعلان کر دیا کہ اسلام صرف اور صرف سپاہیانہ زندگی، حصول حکومت و بادشاہت ہے۔

"شمس الاسلام" کے نامہ نگاروں اور خریداروں کو ضروری اطلاع
تمام قابل اشاعت مضامین و مراسلات مولانا پیرزادہ محمد بہاء الحق صاحب قاضی۔ گلوالی دروازہ امت سر کے پتہ پر براہ راست بھیجے جائیں۔ البتہ جملہ انتظامی امور کے متعلق خط و کتابت اور ذریعہ وزراء عانت کی ترسیل میرے نام ہونی چاہیے (منشی غلام حسین منیر جریہ "شمس الاسلام" جامع مسجد بھیرہ۔ ضلع شاہ پور۔ پنجاب)

بھی جھکایا جا رہا ہے۔ مگر ہندوستان کا کالا لہجہ اب تک یہی کہہ رہا ہے کہ مذہب کو طلاق دینے بغیر مسلمان ترقی ہی نہیں کر سکتے۔
تصویر کا دوسرا رخ

اچھا ذرا تصویر کے دوسرے رخ پر بھی نظر ڈالئے۔ اگر کسی مسلمان مقرر کی زبان سے جو بدقسمتی سے مغرب زدہ اور روشن خیال لوگوں میں تقریر کر رہا ہو، یہ کھل جائے کہ مسلمانوں اس وقت خدا کی طرف رجوع کرتے کی ضرورت ہے۔ دنیا دہریت سے ہم آغوش ہو رہی ہے۔ ہمیں خدا سے تعلق پیدا کر کے ایک نو نہ پیش کر دینا چاہیے۔ مذہب اسلام ہی دنیا کا آخری اور سچا مذہب ہے۔ اور اس وقت مسلمانوں اور دنیا کو اسلام کی ضرورت جس قدر محسوس ہو رہی ہے۔ ایسی ضرورت پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ آؤ ہم سب ملکر خدا کے آستانے پر جھک جائیں اور اپنی کامیابی کے لئے اسی سے مدد مانگیں۔

فرمائیے! ایسی تقریر پر ملحدین کا ریمارک کیا ہوگا؟ وہ اس مقرر کو قتل و غارتگری لاکھیں گے۔ اسے رجمت پسند قرار دیں گے اور قدامت پرستی کا فقرہ کس کر لپٹے الحاد کا ثبوت دیں گے۔ وہ کہیں گے۔ اس بیسویں صدی میں مذہب کیا کام؟ بھلا موجودہ دنیا میں بھی کسی کو خدا کی ضرورت ہے؟ اور اسلام؟ یہ تو تیرہ سو سال کا پرانا مذہب ہے جو عرب کی جاہل قومن کے لئے آیا تھا۔ بھلا یورپ کی چمک دہک کے سامنے اسکا چراغ کس طرح روشن ہو سکتا ہے!

مگر گورنر مبینی یعنی یورپ کے سیاہ نقالوں کا آقا خدایت بن رہا ہے۔ مذہب کی ضرورت بتا رہا ہے۔ کلیسا کے آستانے پر گردن جھکانے کی تلقین کر رہا ہے۔ مگر وہ ان کی نظریں نہ لگتا ہے نہ تاریک خیال اور رجعت پسند۔ اچھا خالصاً حکمران ہے، مذہب سے، روشن خیال ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گورنر ہے اور اس مذہب کا کیا کہنا جس کا تذکرہ گورنر صاحب فرمائیں۔

(بقیہ منقولات از منہ)

خدا، مذہب، کلیسا، اور گورنر

(از منہ "نہ مضم")

سرحد پر ملے گورنر مبینی نے عیسائیوں کے ایک اجتماع میں مذہب کی ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اس جنگ نے جس طرح خدا سے خوف کرنے والی زندگی کی اہمیت آشکار کی ہے۔ اس طرح پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ ہم نے خدا سے انکار کا نتیجہ بھی دیکھ لیا۔ اور اس انکار کی زندگی نے جو مذاہب جرمنی پر نازل کیا ہے۔ وہ بھی ہمارے سامنے ہے چرخی کی دہریت نے جنگ کو جس قدر مزین کر کے دکھایا ہے اس کی نظیر سابقہ زمانوں میں ملتی دشوار ہے۔ مختصر الفاظ میں عرض کروں گا۔ کہ ہم سب نے مذہب کی ضرورت محسوس کر لی ہے۔ یہ ضرورت پہلے اس قدر محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت ہمیں اطمینان اور الہام کی ضرورت ہے جو کلیسا اور چرچ کے آستانے سے ملتا

ہے" (ہندوستان ٹائمز ۲ ستمبر)

گورنر مبینی ملک معظم کے نمائندے ہیں۔ مگر ان کی مذہبی زندگی اور چرچ سے شیفنگی حیرت انگیز ہے۔ ہندوستان کے ملحد و مارقیین اور یونپ کے سیاہ نقالوں نے تو ہمیں یہ بتایا تھا کہ یورپ مذہب، خدا اور کلیسا کو تلاشی دے چکا ہے۔ انگلستان نے ترقی کے میدان میں قدم ہی اُس وقت رکھا۔ جب اس نے مذہب اور کلیسا کو طلاق دیدی۔ لہذا مسلمانوں کو بھی چاہیے نیز سیاست کو مذہب سے کیا تعلق؟ مذہب ایک پرائیویٹ معاملہ ہے۔ اور سیاست کا تعلق سوسائٹی سے ہے۔ مگر یہ کیا ہے جو ہمیں گورنر کی تقریر میں نظر آ رہا ہے۔ سیاست کے ساتھ ساتھ مذہب کا ذکر کس شان سے ہو رہا ہے؟ خدا بھی یاد آ رہا ہے۔ مذہب کی ضرورت بھی محسوس ہو رہی ہے۔ اور کلیسا کے آستانے پر سر نیاد

تبلیغی کتابیں

جریۃ شمس الاسلامہ کا شیخہ غیر المحرف بہ
جو اگست ۱۹۸۷ء میں شائع ہو کر
صور اسرافیل

خارج تحمین حاصل کر چکا ہے۔ اس
میں بڑی خوبی یہ ہے کہ شیخہ صاحبان کے حق میں کالی توکجا
کبیس سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے گئے۔ مختلف ذرائع
گو ناگوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مستند
کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ
کھینچا گیا ہے۔

اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ و تبرّات پر قرآن مجید، احادیث
نبی کریم، اقوال ائمہ سادات، صوفیائے کرام کے ارشادات
کے علاوہ عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور
اسلامی جرأت اور اکابر ملک کے انکار و آراء کے اقبالیات
کے علاوہ سینہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرّات و
کے ہونا تک نتائج بیان کئے گئے۔ حجم ۳۲ صفحہ قیمت چار آنے
محصول ڈاک ایک آنہ۔

بشارت احمد احمد
۳ از تصنیف لطیف مولانا حبیب اللہ
صاحب امرتسری مبلغ حزب الانصار
بھیرہ۔ اس کتاب میں قوی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ
حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی بشارت (دبشتر ابرسوی) یاقی من
بعدی (سمہ احمد) کے اصلی اور حقیقی مصداق حضرت احمد
حجتہ رحمۃ اللعالمین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا مصداق ہرگز نہیں
ہے۔ حجم ۸۰ صفحہ۔ سائز ۲۲x۱۸ قیمت چار آنے۔ علاوہ
محصول ڈاک ایک آنہ۔

نوفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب مکہ مکرمہ
ناریانہ نقشبندیہ اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اقوال
کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس شخص کو فائے کرام پر کئے تھے قیمت چار آنے
علاوہ محصول ڈاک

کشف التلبیس
مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب
دیوبند یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ
”نور ایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں لکھ
قندار میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن
چکا ہے۔ شیخہ روسا کی طرف سے شیعوں میں مفت تقسیم ہوتا
رہتا ہے شیعوں کی اس فلت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے
مہذب پیرایہ میں مبلغ ردّ اسی کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام
مطامع و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت محصول
۳۴ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۳۴ مکمل طلب کرنے پر قیمت ۱۲۰
محصول ڈاک علاوہ۔

المشرقی علی المشرقی
طبع اول۔ تعداد صفحات ۹۶۔
یہی مشرقی کے عقائد اور اسکی
تحریک کے خلاف افغانستان، سرحد آزاد اور ہندوستان کے
تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے
تبصروں، بیانات اور فتاویٰ، مقدمہ مجلس کے فیصلوں اور
مشرقی کے متعلق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل قدر
مجموعہ۔ قیمت ۳۴ محصول ڈاک ارقمیت فی سیکڑہ ہند روپے
پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

برق آسمانی
جس میں مرزا محمد قادیانی کے اپنے قلم سے
اس کے سوانح و عقائد، عبادات، معاملات
و کارنامے تفصیل کبسا تھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ نور الدین
اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے
کے بعد مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے
ہیں۔ اس کتاب نے مرزا یحییٰ کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ رعایتی قیمت ۳۴

ملنے کے آیتہ :-
منہج حبریۃ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)